○ حرفِ تشبیہ : سی۔

○ وجہ شبہ : لہر اور ہوا میں روانی۔

○ غرضِ تشبیہ : دِل میں اُٹھنے والی لہر کی کیفیت کو نمایاں کرنا۔

ii۔ دل کو ایسے گھر سے تشبیہ دی ہے جس میں کوئی دیوار گری ہو۔

○ مشبہ : دِل۔

○ مشبہ بہ : ایسا گھر جس کی دیوار گری ہو۔

○ حرفِ تشبیہ : سی۔

○ وجہِ تشبیہ : دیوار کے گرنے کی آواز اور غموں کی وجہ سے دِل میں ہلچل مچلنے کی کیفیت۔

○ غرضِ تشبیہ : دِل پر غموں کے حملوں کے اثرات کو ظاہر کرنا۔

5: درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔

بول اے میرے دیار کی سوئی ہوئی زمیں
میں جن کو ڈھونڈتا ہوں' کہاں ہیں وہ آدمی

بیٹھے تھے جن کے پھل' وہ شجر کٹ کٹا گئے
ٹھنڈی تھی جس کی چھاؤں وہ دیوار گر گئی

بازار بند' راستے سنسان' بے چراغ
وہ رات ہے کہ گھر سے نکلتا نہیں کوئی

غزل کے تمام اشعار کی تشریح کر دی گئی ہے۔

☆☆☆

فراق گورکھپوری ــــــ (1896ء۔1982ء)

شاعر کا تعارف: فراق گورکھپوری کی غزلوں میں موضوعات کا تنوع ہے۔ وہ زندگی کی ناکامیوں پر آنسو بہاتے ہیں تو چھوٹی چھوٹی خوشیوں پر مسکرانا اور قہقہے بکھیرنا بھی جانتے ہیں۔ وہ انسانوں کو انسانیت کی خدمت کا درس دیتے ہیں۔ غزل کی مخصوص رمزیت اور لطافت کو برقرار رکھتے ہوئے معاشرے میں انقلاب کی خواہش کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ فراق نے ترقی پسند تحریک کا دورِ عروج دیکھا' پھر ہندوستان کے انگریز سے آزادی حاصل کرنے اور آزاد مملکتوں میں تقسیم ہونے کا بھی مشاہدہ کیا۔ تقسیمِ ملک کے بعد کے حالات بھی ان کی نظر سے گزرے۔ انہوں نے ان گوناگوں تجربات کو اپنی شاعری میں بہت فنی مہارت کے ساتھ منعکس کیا ہے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے پر بات کرتے ہوئے وہ شاعری کے جمالیاتی پہلو اور قدر و قیمت سے دستبردار ہونا گوارا نہیں کرتے۔

1۔ غزل ــــــ فراق گورکھپوری

شعر 1:

اُداسی' بے دلی' آشفتہ حالی میں کمی کب تھی
ہماری زندگی یارو ہماری زندگی کب تھی

مشکل الفاظ کے معانی: ○ بے دلی: زندگی سے بے رغبتی' اُکتاہٹ ○ آشفتہ حالی: پریشانی۔

مفہوم: غموں، اُداسیوں اور پریشانیوں میں کبھی کمی نہیں ہوئی۔ میری زندگی کبھی میری زندگی نہیں رہی۔

تشریح: غزل کے مطلع میں فراق گورکھپوری نے اپنی زندگی میں غموں اور پریشانیوں کے تسلسل کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ حیاتِ انسانی، غم اور خوشی کا مجموعہ ہے۔ انسان کبھی پریشانیوں کا سامنا کرتا ہے تو کبھی اسے آسودگی بھی نصیب ہوتی ہے۔ کبھی مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے تو کبھی آسانیوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع بھی ملتا ہے لیکن شاعر کی زندگی میں خوشی، آسودگی اور آسانی کا نام ونشان نہیں۔ وہ مسلسل اُداسی اور بے دِلی کے عالم میں زندگی گزار رہا ہے۔ اِسی لیے اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے یارو! میری زندگی دراصل میری زندگی نہیں۔ یہ کیفیت نئی نہیں بلکہ ماضی میں بھی یہی صورتِ حال تھی۔ یہ زندگی شروع ہی سے میری نہ تھی۔ یہ زندگی دُکھوں اور مصائب کی جاگیر ہے۔ اس پر میرا کچھ اختیار نہیں۔ مَیں جو چاہتا ہوں وہ ہرگز نہیں ہوتا۔ زندگی غمِ جاناں اور غمِ دوراں کے ہاتھوں نڈھال ہے۔ حیات کیا ہے، ایک وبال ہے۔ یہ میری زندگی نہیں۔ ایک مجبور آدمی کی زندگی کوئی زندگی نہیں ہوتی۔ میں جی رہا ہوں، زندگی کے دِن پورے کر رہا ہوں مگر اسے اپنی زندگی نہیں سمجھتا۔

بس اتنا ہے کہ گوارا کیا گیا مجھ کو ؎
حیات مجھ پہ بہت مہرباں کبھی نہ رہی

شعر 2: **علائق سے ہوں بیگانہ ولیکن اے دِلِ غمگیں**
تجھے کچھ یاد تو ہو گا کسی سے دوستی کب تھی

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **علائق:** تعلقات ○ **ولیکن:** اور لیکن۔

مفہوم: اب میں تمام تعلقات اور رشتے ختم کر چکا ہوں لیکن اے دلِ غمگین! تجھے یاد ہوگا کہ کبھی میری کسی کے ساتھ دوستی ہوا کرتی تھی۔

تشریح: محبوب سے تعلق کے حسین دَور کو یاد کرنا عشاق کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ شاعر اپنے کلام میں ماضی کو مختلف پیرایوں میں یاد کرتے ہیں۔ فراق نے یادِ ماضی کے لیے منفرد اندازِ سخن اختیار کیا ہے۔ وہ دِل کو شریکِ سخن کرتے ہیں اور اِس سے ماضی کی بات کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اب میں تمام رشتے، دوستیاں اور تعلقات ختم کر چکا ہوں۔ زندگی کی سختیوں، نامہربانیوں اور تلخیوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ محبوب سے رشتہ ختم کر دوں لیکن اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ ایک دَور میں میرا محبوب کے ساتھ تعلق تھا۔ اس سے رشتہ نہیں رہا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میرا ماضی مجھ سے چھن گیا یا تبدیل ہوگیا ہے۔ اے میرے دِل! تجھے تو وہ دِن یاد ہوں گے، تجھے تو وہ دَور یاد ہوگا جب میری اس کے ساتھ دوستی ہوا کرتی تھی۔ کیوں نہ آج ہم اس سنہری دَور کی یادوں کو تازہ کریں۔ محبوب سے تعلق کے زمانے کے واقعات یاد کر کے غمِ زمانہ کی تلخیوں کو کم کریں۔ محبوب سے تعلق کے زمانے کی یاد ہی کے حوالے سے حسرت موہانی کی مشہور غزل کا مطلع ہے:

؎ چپکے چپکے رات دِن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

شعر 3: حیات چند روزہ بھی حیاتِ جاوداں نکلی
جو کام آئی جہاں کے وہ متاعِ عارضی کب تھی

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **حیات چند روزہ:** مختصر زندگی' چند دِنوں کی زندگی ○ **حیات جاوداں:** ہمیشہ کی زندگی ○ **متاعِ عارضی:** چندروزہ پونجی' چندروزہ سامان۔

مفہوم: کچھ انسانوں کی مختصر زندگی بھی ہمیشہ کی زندگی بن گئی کیونکہ دُنیا کے کام آنے والی متاع کو فانی اور عارضی نہیں کہا جا سکتا۔

تشریح: فراق گورکھپوری نے سیدھے سادھے الفاظ اور بے تکلف لہجہ میں بہت بڑی بات کہی ہے۔ دنیا میں نیک نامی اور عظمت حاصل کرنے اور آخرت میں نجات پانے کا طریقہ اور راستہ بیان کر دیا ہے۔ وہ اِن عظیم لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں اولادِ آدم کی خدمت کرتے ہوئے گزاریں۔ فراق کہتے کہ حیاتِ انسانی اگرچہ چندروزہ ہے۔ ہر انسان کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑتا ہے۔ ایک روز اِس کی زندگی کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی چندروزہ ہے لیکن کچھ لوگ اپنی چندروزہ حیات کو حیاتِ جاوداں بنا لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی زندگی دوسروں کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد بھی دُنیا ان کو یاد رکھتی ہے۔ فراق کہتے ہیں کہ لوگوں کے کام آنے والی متاع یعنی زندگی فانی نہیں بلکہ جاودانی ہوتی ہے۔ اسلامی عقائد کے مطابق صدقہ جاریہ کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ عوامی بھلائی کا کام کرنے والوں کی یہ دُنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ قائدِاعظم محمد علی جناح' سر سیّد احمد خان اور علامہ اقبال کی زندگیاں بھی دیگر انسانوں کی طرح ختم ہو چکی ہیں لیکن ان کے کارناموں نے ان کی چندروزہ زندگیوں کو ہمیشہ کی زندگی میں بدل دیا۔ ان کا نام تاقیامت زندہ و تابندہ رہے گا۔

شعر 4: یہ دُنیا کوئی پلٹا لینے ہی والی ہے اب شاید
حیاتِ بے سکوں کے سَر میں یہ شوریدگی کب تھی

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **شوریدگی:** پریشان حالی' آوارگی۔

مفہوم: زندگی میں جنون اور شوریدگی کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ کوئی انقلاب آنے والا ہے۔

تشریح: شاعر' ادیب اور فنونِ لطیفہ سے تعلق رکھنے والے دیگر لوگ فطری طور پر رجائیت پسند ہوتے ہیں۔ وہ بدترین حالات میں بھی اچھے دِنوں کی اُمید سے دستبردار نہیں ہوتے۔ بقول ندیم

؎ قعرِ دریا میں بھی آ نکلے گی سورج کی کرن
مجھ کو آتا نہیں محرومِ تمنا ہونا

فراق گورکھپوری بھی بُرے حالات میں اچھے مستقبل کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ معاشرے میں جنون، شوریدگی اور بغاوت کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ خلقِ خدا اب ظلم برداشت کرنے کے بجائے احتجاج کرنے کی خوگر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تبدیلی انقلاب کی آمد کا اشارہ ہے۔ یہ دُنیا اب کوئی پلٹا لینے والی ہے یعنی انقلاب آنے والا ہے۔ دُنیا کے حالات بدلنے والے ہیں۔ اب یہاں مساوات، انصاف، محبت اور امن کا دور دورہ ہوگا۔ ظلم، ناانصافی، لاقانونیت اور طاقت کی حکمرانی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بُرے دِنوں میں اچھے مستقبل کی خوش خبری سنانا، شاعر کی انسان دوستی اور حوصلہ مندی کی دلیل ہے۔ وہ خواب دیکھنے کی عادت ترک کرنے کو تیار نہیں۔

شعر 5: **میرے نغموں نے اے دُنیائے غم چمکا دیا تجھ کو**
ترے ظلمت کدے میں زندگی کی روشنی کب تھی

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **ظلمت کدہ:** تاریک جگہ۔

مفہوم: اے دُنیائے غم! میرے نغموں نے تیری تاریکی کو بھی روشنی میں بدل دیا ہے۔

تشریح: فراق گورکھپوری کو اپنے فن کی قوت پر بھروسا اور ناز ہے۔ کسی بڑے شاعر کی حیات بخش صدا میں وہ قوت اور توانائی ہوتی ہے کہ وہ مردہ دِلوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ اس کا دل آویز نغمہ غم کو بھی قابلِ قبول بنا دیتا ہے۔ اس کی شاعری حالات کی تلخی کو کم کرتی ہے اور بالآخر غم کو خوشی میں بدل دیتی ہے۔ فراق تعلّی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے اردگرد تاریکی ہی تاریکی تھی۔ دُنیا غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف مصائب اور مشکلات تھیں۔ ان حالات میں جب میں نے اپنا نغمہ چھیڑا تو غم کی تلخی کم ہوئی۔ ماحول میں خوشیوں کی صدائیں اُبھرنے اور بکھرنے لگیں۔ تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں بدلنے لگی اور پھر بتدریج ظلمت کدے میں زندگی کی روشنی پھیل گئی۔ سارا ماحول ہی بدل گیا۔ فراق دُنیائے غم سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تیرے ظلمت کدہ کو زندگی کی روشنی میرے نغمات نے عطا کی ہے:

شعر 6: **فراق اب اتفاقاتِ زمانہ کو بھی کیا کہیے**
محبت کرنے والوں سے کسی کو دُشمنی کب تھی

مفہوم: یہ صرف اتفاقاتِ زمانہ کا کرشمہ ہے کہ محبوب اپنے عشاق کو اپنے دُشمن سمجھنے لگا ہے۔

تشریح: ضبط و تحمل، برداشت، رواداری اور وضعداری عشق کے لوازمات ہیں۔ عاشق اچھی طرح سے جانتا ہے کہ محبوب بے وفا ہے۔ اس کی وفا کا جواب جفا سے دیتا ہے لیکن اس حقیقت کو زبان پر لانا آدابِ عاشقی کے منافی ہے۔ وہ محبوب کی بے وفائی کا ذمہ دار کبھی رقیب کو اور کبھی زمانے کو قرار دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ دنیا کے حالات کے باعث محبوب اپنا سلوک بدلنے پر مجبور ہوا ہے۔ غزل کے مقطع میں فراق نے بھی یہی بات کہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زمانے کے اتفاقات، واقعات اور حادثات حالات کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ ماحول بدل جاتا ہے۔ شب و روز کے معمولات تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اتفاقاتِ زمانہ نے محبوب کو بے وفا بنا دیا ہے۔ شاعر کو محبوب کا سلوک